رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا۔

THE ALHAKAM QADIAN

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

الحکم

دور جدید — قادیان

چہ گویم با تو گر آئی بہ یاد ر قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ہفتہ وار

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
کہ بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر اعلیٰ: شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

مدیر مسئول: شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

قیمت فی پرچہ دو آنہ

جلد ۳۸ | ۱۴ جمادی الآخر ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۴ ستمبر ۱۹۳۵ء یوم شنبہ | نمبر ۳۳

شیخ رشید رضا مصر کے نامور عالم کی وفات

شیخ رشید رضا جو مصر کے ایک نامور عالم تھے اور عالم اسلامی میں ایک تاریخی شہرت رکھتے تھے۔ ۲۲ اگست کو حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے فوت ہو گئے۔

شیخ رشید رضا علامہ محمد عبدہ شیخ الاسلام مصر کے شاگرد تھے۔ انھوں نے جنگ عظیم سے قبل ایک بین الاسلامی اخوت پیدا کرنے کے لئے ایک مدرسہ بھی قائم کیا تھا۔ جس میں دنیا بھر کے ملکوں سے طالب علم آتے تھے۔ حتیٰ کہ ہندوستان سے بھی بعض طالب علم گئے تھے۔ مگر ایسے واقعات پیدا ہوئے کہ وہ مدرسہ جاری نہ رہ سکا۔ مگر اس مدرسہ نے شیخ رشید رضا کی شہرت کو عالمگیر بنا دیا۔ اُن کا ایک رسالہ تھا جس کا نام المنار تھا۔ المنار بھی تمام ممالک اسلامیہ میں جاتا تھا۔ روس اور چین تک کے مسلمان اسے منگواتے تھے۔

شیخ رشید ہندوستان میں ندوۃ العلماء کے جلسے پر ۱۹۱۲ء یا ۱۹۱۳ء میں بحیثیت صدر بلائے گئے تھے۔ ان کا زبردست استقبال ہوا۔ ندوہ کے طلباء نے اسٹیشن سے لے کر جلسہ کے پنڈال تک ان کی گاڑی کھینچی۔ اور گھوڑے کھول دیئے۔ اخبار الحکم نے اس تقریب پر ایک نمبر شائع کیا اور شیخ رشید رضا کے نام کھلی چٹھی عربی میں شائع کی۔

شیخ رشید رضا اصل میں سوری الاصل تھے اور آزادی شام کے لئے بہت جدوجہد کرتے رہے اس لئے شام کے لوگ انکو اپنا لیڈر سمجھتے تھے۔

اُنھوں نے متعدد کتابیں تصنیف کیں اور ایک تفسیر لکھی جو شیخ محمد عبدہ کے خیالات کی ترجمانی کرتی تھی۔

شیخ رشید اپنی گونا گوں خوبیوں کے باوجود سلسلہ احمدیہ کے سخت مخالف تھے۔ اُنھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں اور آپ کے بعد متعدد مضامین احمدیت کے خلاف لکھے۔ وہ احمدیت کی مخالفت میں سخت متعصب تھے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنی بعض کتابوں میں رشید رضا کو مخاطب کیا ہے۔ چنانچہ الہدیٰ میں تو رشید رضا اور المنار کا مفصل ذکر ہے۔

شیخ رشید رضا وفات مسیح کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دلائل کا گرویدہ ہو چکا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنی تفسیر میں بھی ان کا تذکرہ کیا تھا۔

الغرض

بلاد اسلامیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سب سے پہلے اور سب سے بڑھ کر شدید مخالفت کرنے والا مخالف شیخ رشید رضا ۲۲ اگست کو چل بسا۔

اور اس کی موت سے احمدیت کی تاریخ کا ایک اور ورق اُلٹ گیا۔ مجھے شیخ رشید رضا سے متعدد مرتبہ ملنے کا اتفاق ہوا۔ اور میں نے ان کو مختلف مجلسوں میں دیکھا۔ ان کو احمدیت کی دشمنی پر ناز تھا۔ مگر میں نے ان کی اس دن کی سراسیمگی کو نہایت حیرانی سے دیکھا۔ جس دن مولانا اللہ دتا صاحب جالندھری نے اپنی گرفت میں لیا۔ وہ اس حد تک پریشان ہوئے کہ وہ اپنی قدیم متانت سے نیچے اتر آتے۔ سلسلہ کے بہت سے لوگ رشید رضا کی شخصیت کے متعلق کچھ نہیں جانتے۔ اسلئے میں نے ذرا وضاحت سے ان کے حالات لکھ دیئے ہیں۔

موت کے بعد اب ان کا معاملہ خدا تعالیٰ سے ہے اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچ کر اپنی اس غلطی کا علم ہو گیا ہو گا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت میں ان سے ہوئی۔

مجھے اس امر کا اعتراف کرنا چاہیئے۔ کہ وہ عالم اسلامی میں ایک زبردست شخصیت رکھتا تھا اور اس کی موت کو عربی ممالک میں ایک صدمہ عظیم سمجھا جائے گا۔

مباہلہ کا پیالہ

لگانا منہ سے کسی بوالہوس کا کام نہیں
مباہلہ کا پیالہ ہے جب یہ جام نہیں
نہ خون پیش قاضی نہ مقتضب کا خط
پئیں گے ہم شربت ہیں جو جس کا نام نہیں

احسن شاہ سی

گورنمنٹ سکول آف انجنیئرنگ رسول اور احمدی طالبعلم

گورنمنٹ سکول آف انجنیئرنگ رسول صوبہ پنجاب اور سرحد کے لئے سب آرڈینیٹ انجنیئرنگ کی گورنمنٹ کے زیر انتظام واحد درسگاہ ہے۔ اس سکول میں دو کلاسز ہیں (۱) اوورسیر (۲) ڈرافٹسمین

ان دونوں کے لئے گورنمنٹ کے محکمہ ہائے انہار پی۔ ڈبلیو۔ ڈی۔ ملٹری اور میونسپل کمیٹیوں میں کافی مواقع حاصل ہیں

سکول میں داخلہ امتحان مقابلہ کے ذریعہ ہوتا ہے جس میں مسلمان۔ سکھ اور دیگر غیر مسلم اقوام کے طالب علم ۴۰ - ۲۰ اور ۴۰ فیصدی کے حساب سے داخل کئے جاتے تھے۔ مگر سال ہٰذا کی نئی کلاس میں مسلمانوں کی تعداد ۵۰ فیصدی کے قریب ہے۔ امتحان مقابلہ اور پھر کورس یقیناً اتنا مشکل نہیں جس قدر پبلک کا خیال ہے۔ ایک حساب اور ڈرائنگ سے دلچسپی رکھنے والا طالب علم معمولی محنت سے ہر دو مقامات پر نمایاں کامیابی حاصل کر سکتا ہے

امتحان داخلہ کے لئے تعلیمی معیار میٹرک ہے۔ اور عمر ۱۷-۲۱ سال کے درمیان ہونی چاہیئے۔ اخراجات ۳۰ اور ۴۰ روپے ماہوار تک ہیں۔ اس میں فیس اور ہوسٹل کے اخراجات شامل ہیں۔ مگر ابتدائی اخراجات جو ایک سو کے قریب ہوتے ہیں ان میں شامل نہیں۔ کورس دو سال کا ہے اور سیشن جنوری سے شروع ہوتا ہے

سکول اور ہوسٹل میں ملٹری ڈسپلن کے ماتحت (پابندی) ہوتی ہے اور ان پابندیوں کی وجہ سے وہ آوارگی۔ فیشن و مغربیت کی مسموم عادتیں جو اکثر کالجوں میں موجود ہیں۔ یہاں موجود نہیں اور طالب علم کو سادگی پسند اور جفاکش انسان بنا دیا جاتا ہے

سکول میں ہر سال اور ہر کلاس کے لئے کچھ گارنٹیڈ نوکریاں ہوتی ہیں۔ جو اچھے نمبر و نمبر فارغ التحصیل طالب علموں کو دی جاتی ہیں۔ سال ہٰذا سے قبل ان کی تقسیم مسلمان۔ سکھ اور دیگر غیر مسلم قوموں میں ۴۰ - ۲۰ اور ۴۰ فیصدی کے حساب سے کر دی جاتی تھی۔ مگر سال گذشتہ سے مسلمانوں کی تعداد گورنمنٹ سروس میں بڑھانے والی پالیسی کے ماتحت مسلمانوں کو مقابلۃً زیادہ نوکریاں دی جاتی ہیں چنانچہ گذشتہ سال دس میں سے آٹھ مسلمانوں کو دی گئیں۔ آئندہ بھی اس پالیسی کے قائم رہنے کی امید ہے

امتحان مقابلہ امسال اکتوبر کی آخری تاریخوں میں ہوگا مفصل حالات سکول سے پراسپکٹس منگا کر معلوم کئے جا سکتے ہیں۔ غرض جماعت کے ایسے طالب علموں کے لئے جو میٹرک پاس کر چکے ہیں اور حساب اور ڈرائنگ میں دلچسپی رکھتے ہیں یہ درسگاہ ایک امید افزا اور کامیاب مستقبل کی حامل ہے۔ اسلئے امید کی جاتی ہے کہ جماعت احمدیہ کے ایسے نوجوان زندہ قوموں کے افراد کی طرح اس موقع سے ضرور فائدہ اٹھائینگے۔ (نامہ نگار)

پہلا چینی احمدی

احباب کرام کو معلوم ہے کہ تحریک جدید کے ماتحت ایک مجاہد چین میں بھی تبلیغ احمدیت کے لئے پہنچ چکے ہیں جو خدا تعالیٰ کے فضل سے وہاں سرگرمی سے کام کر رہے ہیں ان کی طرف سے حال ہی میں اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ ایک تعلیم یافتہ معزز مسلمان نے جن کا پتہ درج ذیل کیا جاتا ہے بنہایت خوشی کے ساتھ احمدیت قبول کر کے بیعت کا خط حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھیجدیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس ملک میں بھی ہمارے مجاہد کی تبلیغی جدوجہد بار آور ہو رہی ہے۔ احمدی ہونے والے چینی بھائی کا پتہ اور نام حسب ذیل ہے:-

Leung Kingfung — قصبہ Kawai Chow. — ضلع:- Santak — صوبہ:- Kwantung

یہ صاحب چینی زبان کی اچھی تعلیم رکھتے ہیں۔ کسی قدر اُردو بھی جانتے ہیں اور مذہبی تعلیم کا شوق رکھتے ہیں۔ اور اب سرگرمی سے اس میں ترقی کر رہے ہیں۔ احباب دعا کریں۔ کہ خدا تعالیٰ ان کو اپنے علاقہ میں احمدیت کی اشاعت کا ذریعہ بنائے اور خدمت دین کی خاص توفیق بخشے

مجاہد چین اور دوسرے ممالک کے مبلغوں کی ہمیشہ از بیش کامیابی کے لئے بھی احباب دعا کرتے رہیں۔

(الفضل)

کیا چاہتے ہیں!

(خامہ اثر جناب احمد صاحب گداز از منگاڈی (افریقہ))

ترے فضل کا اک نشاں چاہتے ہیں ❊ تری حمد کا اک بیاں چاہتے ہیں

ترے حسن کی اک جھلک کے ہیں خواہاں ❊ ترے نور کو ضو فشاں چاہتے ہیں

گناہوں نے چاروں طرف سے ہے گھیرا ❊ تری مغفرت ہر زماں چاہتے ہیں

مقابل پہ اٹھا ہے شیطاں کا لشکر ❊ تری اے خدا ہم اماں چاہتے ہیں

ہے بس تیری رحمت کا ہمکو سہارا ❊ فقط تیرا ہی آستاں چاہتے ہیں

تری نصرتوں پر بھروسہ ہے پیارے ❊ تری قدرتوں کو عیاں چاہتے ہیں

ہمیں کر مقاصد سے اب بار آور ❊ تجھے باغ کا باغباں چاہتے ہیں

ہو جو کچھ بھی منظور مولیٰ کو اپنے ❊ وہی ہم بھی اب بیگماں چاہتے ہیں

نہیں بُعد و فرقت ہمیں اب گوارا ❊ جبھی تو ہم اب قادیاں چاہتے ہیں

نہیں بھاتا منظر ہمیں اس جہاں کا ❊ زمیں چھوڑ کر آسماں چاہتے ہیں

تو ہی ہمکو پیارا ہے جاں سے پیارا ❊ تجھے ہی تو جانِ جہاں چاہتے ہیں

ترے فضل کا اک نشاں چاہتے ہیں

الحکم کے متعلق اعلان

ناظر صاحب تالیف و تصنیف نے الحکم کے متعلق ایک پروگرام معزز الفضل میں شائع فرمایا ہے۔ الحکم کی طرف سے یہ اعلان کرنا ضروری ہے کہ شیخ محمود احمد صاحب مدیر الحکم کی بحالئے صحت تک اگر اس اعلان کے مطابق کوئی کمی نظر آئے تو اسے نظر انداز کر دیا جائے۔ کیونکہ الحکم کے مرتب و مدون کرنے کا تمام بوجھ انہی پر ہے۔ اور وہ موجودہ حالت میں چند سطریں بھی بہت مشکل سے لکھ سکتے ہیں ان کی پوری صحت ہونے پر اس اعلان کے مطابق الحکم کے صفحات مرتب ہو سکینگے انشاءاللہ (منیجر الحکم)

درخواستہائے دعا

میرے چچا ماسٹر مولا داد صاحب ایک عرصہ سے بعارضہ بخار ٹائیفائڈ بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں

(خاکسار (ماسٹر) محمد فضل داد (صاحب) قادیان)

(۲) خاکسار کی والدہ صاحبہ کو ریاست جموں و کشمیر کی طرف سے معطل کر دیا گیا ہے جہاں وہ محکمہ تعلیم میں ملازم ہیں۔ احباب ان کی بحالی کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔ نیز میری امتحان میں کامیابی کے لئے بھی احباب سے دعا کی درخواست ہے

(صلاح الدین رشید)

عبد الباسط صاحب شاہجہانپوری کی اہلیہ صاحبہ بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

سیرۃ المہدی کا ایک ورق

حکیم دین محمد صاحب کی زبانی!

میں اپنے ایام طالب علمی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بہت خلاف تھا۔ سنہ ۱۹۰۳ء میں مجھے سیر کے بہانے سے قادیان لایا گیا۔ میرے والدین مجھے یہاں مدرسہ میں داخل کرکے چلے گئے۔ حضرت مسیح موعود ان دنوں درد گردہ میں بیمار تھے۔ مجھے یہاں آکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھنے کا بشوق پیدا ہوا۔ چنانچہ ایک دن آپ کو مسجد میں دعا کرتے ہوئے پایا۔ اور یہ دیکھ کر مجھے آپ سے بڑی محبت ہو گئی۔ ان دنوں آپ کا رنگ بیماری کی وجہ سے زرد تھا۔ مگر ایک موقعہ پر جب آپ تقریر فرما رہے تھے تو آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہوتا چلا گیا۔ ان دنوں میں ہائی کلاس کے طالبعلموں کو یہ اجازت ہوتی تھی کہ وہ حضور کے ساتھ مسجد مبارک میں نماز پڑھ لیا کریں۔ اور اسطرح سیر میں بھی ان کو جانے کی اجازت مل جاتی تھی۔ اس لحاظ سے ہمکو پنکھا جھلنے اور حضور کی مجلس میں پانی پلانے کی خدمت بھی میسر آجایا کرتی تھی۔ آپ اکثر سیر کو جاتے اور آتے تقریر فرمایا کرتے تھے۔ اکثر حضور فرمایا کرتے تھے کہ میرے متعلق خدا سے پوچھنا چاہیئے کیونکہ وہ بہت قریب ہے اور اس سے دعا مانگنی چاہیئے۔ مجھے حضور کی یہ بات بہت پسند آئی اور میںنے تہجد میں دعا مانگنی شروع کر دی چنانچہ مجھے الہاماً بتایا گیا کہ آپ اس زمانہ میں راستباز انسان ہیں۔ اسپر میں نے آپ کی بیعت کر لی۔

(۲)

مقدمہ کرم دین میں حضور نے تالاب کے قریب ایک مکان لیا تھا۔ میں ان دنوں انٹرینس کے امتحان سے فارغ ہو چکا تھا۔ اسلئے اکثر میں حضور کے پاس آنا جانا تھا۔

گورداسپور میں ان دنوں حضور کے پاس بڑے بڑے معزز مہمان آیا کرتے تھے۔ اس مقدمہ میں ایک مجسٹریٹ چندولال نامی تھا۔ اس نے ارادہ کیا کہ حضور کو سزا دے لیکن خدا تعالیٰ نے اسے مجسٹریٹی سے علیحدہ کر دیا۔ اسکے بعد آتمارام مجسٹریٹ آیا۔ جو کہ ایک متعصب آریہ تھا۔ وہ حضور کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرتا تھا۔ خدا تعالیٰ نے اس کو بھی پکڑا۔ اس کا پہلے ایک لڑکا مرا پھر دوسرا۔ مقدمہ کے آخر میں کچھ سزا کے آثار معلوم ہوئے جسپر خواجہ کمال الدین صاحب جو آپ کے وکیل تھے گھبرا گئے لیکن حضور نے پرزور الفاظ میں آپ کی تسلی کی۔ اور جس طرح اپنی بریت کی خبر دی تھی ویسے ہی عمل میں آیا۔

مقدمہ کرم الدین کے دوران میں حضور کو یہ الہام بھی ہوا تھا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈھیں گے حضور نے یہ بھی فرمایا تھا کہ وہ بادشاہ ہماری جماعت کے ہی ہونگے۔ گورداسپور میں جس مکان میں حضور قیام فرما تھے۔ آپ اس کے چوبارے میں، مالک رہتے تھے اس مکان کے نچلے حصے میں ایک کمرہ دعا کے لئے مخصوص کیا ہوا تھا۔ جب حضور کچہری تشریف لیجاتے تو اس کمرہ میں دعا فرما کر تشریف لے جاتے۔

ایک عرب کا واقعہ

سنہ ۱۹۰۷ء میں میں ایک دفعہ بٹالہ سے آرہا تھا کہ ایک عرب یکہ پر سوار مل گیا۔ وہ بغداد کا رہنے والا تھا۔ اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قتل کے منصوبہ سے آیا تھا۔ اس نے یکہ میں بیٹھتے ہی مجھ سے قادیان کے متعلق سوال کئے۔ اور میں تفصیل سے اس کا جواب دیتا رہا۔ جس سے راستہ آسانی سے کٹ گیا۔

اسوقت وہ لکھنؤ سے آرہا تھا۔ اس عرب نے حضور علیہ السلام کے "ق" پر بھی اعتراض کیا تھا کہ آپ تلفظ صحیح استعمال نہیں کرتے۔ اس نے اور بھی اسی قسم کے اعتراض کئے۔

حضور کے ساتھ سیر کو بھی گیا اور سیر میں اسے تشفی ہو گئی اور اس نے بیعت کر لی۔ بیعت کے بعد اس نے اس امر کا اظہار کیا کہ میں اس نیت سے آیا تھا کہ اگر آپ صادق ہوئے تو مان لوں گا۔ ورنہ قتل کر دوں گا۔

الغرض اس طرح سے ایک عرب دشمن حضور کی صحبت میں رہ کر حضور پر ایمان لے آیا۔

روایات

چودھری عبداللہ خان صاحب سیالکوٹی

سنہ ۱۸۹۲ء میں آپ سیالکوٹ تشریف لیگئے تھے۔ وہاں ان دنوں میں آپکے مباحثات وفات مسیح پر ہوتے تھے۔ آپ کی آمد کا بہت چرچا اور شور تھا۔ میں بھی جوشیلا تھا۔ مگر میری طبیعت مولویوں اور پیروں سے متنفر تھی۔ تماشے کے طور پر میں بھی حضور کی مجلس میں چلا گیا۔ میںنے جب حضور کے چہرے مبارک کو دیکھا تو مجھے بڑی تسلی ہوئی۔ اور مجھے یقین ہوا کہ آپ نورانی چہرے والے انسان ملہم من اللہ ضرور ہیں۔ کیونکہ کاذب کو یہ نور نہیں ملتا

میرا اعتقاد تو آپکے متعلق صرف آپ کا چہرہ دیکھنے سے ہی درست ہو گیا۔ میرے قلب کی مزید تسلی اخبار الحکم پڑھنے سے ہو گئی جو کہ ان دنوں میں میں منگوایا کرتا تھا۔

میںنے ایک دفعہ حضور سے حکام کی اطاعت کے متعلق دریافت کیا۔ تو حضور نے فرمایا کہ ہاں اطاعت کرو۔ اور رشوت مت دو۔

حضور کا استغنا بہت بڑھا ہوا تھا۔ نیز آپ کی طبیعت میں تبتل الی اللہ تھا توکل کی تو یہ حالت تھی کہ جب چندولال نے حکیم فضل الدین صاحب پر جرمانہ کر دیا۔ اور کرم الدین کی باتیں خوب سنیں۔ تو خان صاحب نے انتقال مقدمہ کی درخواست کی۔ حضور نے فرمایا کہ اگر وجہ موجود نہ ہو۔ تو انتقال مقدمہ کی درخواست دینا خفت اٹھانا ہوتا ہے اور یہ بھی فرمایا:۔ ہم نہیں جانتے کہ مقدمہ کے انجام کے حالات کیا بدلینگے۔ مگر انجام فیصلہ ہمارے حق میں ہوگا۔ اور ایسا ہی ہوا۔

سیرۃ المہدی کے متعلق میری معذرت

180

احباب کرام کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ بیس بائیس روز سے میں ملیریا کے بخار کے حملے کے نیچے دبا ہوا ہوں۔ اگرچہ طبیعت اسوقت پہلے کی نسبت اچھی ہو رہی ہے۔ مگر کمزوری اس حد تک بڑھی ہوئی ہے کہ میں کاغذ پر چند سطریں بھی نہیں لکھ سکتا۔ سیرت المہدی کی روایات کے متعلق جو نوٹ دفتر میں موجود پڑے ہوئے ہیں۔ ان کی ترتیب اور درستی بھی صحت کو چاہتی ہے میں نہایت ندامت سے اس امر کا اظہار کرتا ہوں کہ اس پرچے میں جو کہ حجم کے لحاظ سے بھی پورا نہیں۔ سیرۃ کے صفحات کو مکمل نہیں کر سکا۔ جس کا بڑا باعث میری کمزوری اور بیماری ہے۔ جیسا کہ میں اوپر ذکر کر چکا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ جلد میری طبیعت سنبھل جائے گی اور میں پورے چار صفحے کا مواد اس غرض کے لئے مہیا کر سکوں گا (انشاء اللہ)

مجھے امید ہے کہ آپ میری بیماری اور کمزوری کو ملاحظہ فرماتے ہوئے اسدفعہ سیرۃ کے صفحات کی کمی کو معاف فرمائینگے اور میری کامل صحت کے لئے دعا فرمائینگے۔

(محمود احمد عرفانی)

صحابہ حضرت مسیح موعود کی خدمت میں ایک ضروری گزارش

آپ جلد سے جلد اپنے احمدی ہونے کے کوائف اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت کے حالات لکھ کر ارسال فرمائیں

مجھے امید ہے کہ آپ بخل سے کام نہیں لینگے اور جو دولت بفضلہ آپ کے سینوں میں محفوظ ہے اسے الحکم میں شائع فرما کر آئندہ آنے والی نسلوں پر احسان فرمائینگے۔ والسلام

(ایڈیٹر)

مکتوبات احمدیہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خان صاحب عبدالمجید خان صاحب کو جو کہ حضرت خان محمد خان صاحب رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند ہیں۔ متعدد خطوط لکھے۔ ان خطوط کے متعلق میرا ارادہ تھا کہ میں مختصر نوٹ بھی دے دیتا۔ مگر میری بیماری اور ضعف مجھے کچھ لکھنے نہیں دیتا۔ اسلئے صرف ان خطوط کو محفوظ کر دیتا ہوں۔ ان خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ کسطرح حضور بیماری میں بھی کام کرتے تھے۔ دعاؤں کے لئے کیسے کیسے مجاہدات فرماتے تھے اور کس سوز سے اپنے خدام کے لئے دعائیں کرتے تھے ان مکتوبات میں ایک مکتوب نصف اوپر کا مفتی صاحب قبلہ کا لکھا ہوا ہے اور نصف نیچے کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا۔ اور چوتھا خط مفتی فضل الرحمان صاحب کا حضرت منشی اروڑے خان صاحب کے نام ہے۔ اس خط میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ الہام بھی درج ہے۔ جو حضور کو حضرت خان محمد خان صاحب کی اولاد کے متعلق ہوا تھا۔ اور جس کے بعد آجتک ان کی اولاد پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل پر فضل ہوا۔ خان صاحب عبدالمجید خان ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ اور لمبے فضلوں کے وارث ہوئے۔ (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

منشی محمد اروڑے خان صاحب کے نام خط

مکرمی منشی صاحب۔ السلام علیکم۔ خاکسار کل ۲ بجے یہاں پہنچا۔ حضور علیہ السلام سے عرض کیا گیا فرمایا "مجھے ۲ر جنوری کو ایسی حالت طاری ہوئی تھی جیسے کوئی نہایت عزیز مر جاتا ہے ساتھ ہی الہام ہوا۔ اولاد کے ساتھ نرم سلوک کیا جاوے گا"

اطلاعاً عرض ہے۔ دعا کے واسطے کہا گیا۔ حضور کو بہت سخت رنج ہوا ہے۔ میرے بعد میرے والد صاحب کی دو تاریں آئی ہیں۔ اسلئے آج میں بھیرہ جاتا ہوں۔ کل سے بارش شروع ہے ۱۳ر تاریخ پر انشاء اللہ گورداسپور پہنچوں گا اور خیریت ہے۔ عبدالمجید خان وغیرہ سب صاحبان کو السلام علیکم

خاکسار
مفتی فضل الرحمان از قادیان
۵ر جنوری ۱۹۰۳ء

زلزلہ کوئٹہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے واضح الہامات

اخویم محمد اسلم صاحب نے زلزلہ نمبر کے لئے یہ مضمون لکھا تھا۔ مگر صفحات کی زیادتی کے باوجود یہ مضمون درج نہ ہو سکا۔ مضمون اپنی اہمیت کے لحاظ سے قابل قدر ہے۔ اگرچہ وقت گزر گیا ہے۔ مگر زلزلہ کی یاد اور اس سے سبق حاصل کرنے کا وقت بدستور موجود ہے اسلئے آج کی اشاعت میں اس مفید مضمون کو درج کرتا ہوں۔ اگرچہ مجھے افسوس ہے کہ یہ زلزلہ نمبر میں درج نہ ہو سکا۔ (ایڈیٹر)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے وقت کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں جماعت احمدیہ کو اجتماعی عبادت اور دعاؤں کی تحریک فرمائی اور مخلصین کو ہدایت کی۔ کہ وہ سات ہفتے متواتر خاص طور پہ دعائیں کریں۔ اور ہر جمعرات کو روزے رکھیں۔ چنانچہ اس تحریک کے ماتحت جماعت احمدیہ نے ۲۱ مارچ ۱۹۳۵ء سے لے کر ۲ مئی ۱۹۳۵ء تک ہر جمعرات کو روزے رکھے۔ اور خدا تعالیٰ کے حضور نہایت عاجزی اور انکساری اور تضرع سے دعائیں مانگیں۔ ان ایام کے لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے خصوصیت سے جن دعاؤں کی طرف اپنی جماعت کو توجہ دلائی۔ وہ یہ ہیں:۔

اول:۔ رب کل شیء خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی۔

دوم اللّٰھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذبک من شرورھم

حضرت اقدس نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲ مارچ ۱۹۳۵ء میں متذکرہ بالا دعاؤں کے بارے میں فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ دعا سکھائی رب کل شیء خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی اس کے متعلق فرمایا کہ یہ اسم اعظم ہے اور ہر مصیبت سے نجات کا ذریعہ ہے"۔

"اللّٰھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذبک من شرورھم یہ دعا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستور میں شامل ہے۔ اور ایسے ہی موقع کے لئے ہے جب اقوام اکٹھے ہو کے طور پر جمع ہو کر اسلام پر حملہ آور ہوں اور چونکہ ہماری حالت بھی آجکل ایسی ہی ہے کہ سب قومیں حتیٰ کہ حکومت کا ایک حصہ بھی متحدہ طور پہ نقصان پہنچانے کے درپے ہے اسلئے اس دعا کے پڑھنے کا یہ خاص موقع ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ سے دشمن کے مقابلہ میں امداد چاہی گئی ہے"۔

"اس دعا میں اللہ تعالیٰ سے درخواست ہے کہ ہمیں دسیسہ کاریوں اور مخفی شرارتوں کے بد انجام سے بچائے"۔

"پس دعاؤں میں لگ جاؤ۔ اور خصوصاً ہر جمعرات کی رات کو جس دن روزہ رکھنا ہے۔ سب اٹھیں۔ خواہ انہوں نے روزہ نہ بھی رکھنا ہو۔ عورتیں اور بچے بھی دعائیں کریں۔ ...... جو حائضہ عورتیں نماز نہ پڑھ سکتی ہوں وہ بھی اٹھ کر دعائیں کریں۔ گریہ کریں۔ اور کہیں۔ کہ اے خدا ہم ذلیل کئے گئے۔ ہمیں کچل دیا گیا۔ اسلئے کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بلند کرتے ہیں ہماری عزت پر حملہ کیا گیا۔ ہماری سچائی کی قدر نہیں کی گئی۔ اب ہم تجھی سے التجا کرتے ہیں کہ ہماری مدد کے لئے آ۔ عورتوں کو بھی بچوں کو بھی دعائیں کرنے کی تحریک کرو۔ اور خود بھی کرو۔ راتوں کو اسی طرح اٹھو۔ جس طرح قیامت خیز زلزلہ کے وقت لوگ اٹھ بیٹھتے ہیں۔ اور خوب دعائیں کرو۔ جب زمین پر کہرام مچ جاتا ہے۔ تو آسمان پر بھی شور پڑ جاتا ہے۔ اور جب ملاء اعلیٰ میں اللہ تعالیٰ تحریک کرتا ہے۔ تو زمین اس کی تابع ہو جاتی ہے"۔

"اور اللہ تعالیٰ سے کہو کہ ان کو معاف کر دے۔ انکے سینوں کو کھول دے۔ لیکن اگر ان کے لئے سزا ہی مقدر ہو چکی ہے۔ تو اے خدا ہم تیرے دین۔ تیرے رسول اور تیرے مسیح موعودؑ کی عزت کے لئے۔ نہ کہ اپنے لئے تجھ سے درخواست کرتے ہیں کہ ان کے ہاتھوں کو روک دے۔ اور ہم کو توفیق دے کہ تیرے دین کو دنیا میں پھیلا سکیں۔ آمین ثم آمین"۔

ان اقتباسات سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب قومیں متحدہ طور پر صداقت کے خلاف کمربستہ ہو جاتی ہیں اور باوجود بار بار کے انذار کے دین حقہ کی مخالفت سے باز نہیں آتیں۔ تو حلیم لیکن غیور خدا ان پر عذاب نازل کر کے ان کے ہاتھوں کو روک دیتا ہے۔ تاکہ سچائی کی اشاعت میں مزاحمت دور ہو جائے۔

اسی اصل کے ماتحت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی باریک بین نظر نے بھانپ لیا کہ مخالفین اپنی شرارتوں میں اب اس حد تک بڑھ گئے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے عذاب نازل ہونے کا خطرہ ہے۔ اسلئے حضور نے اپنی جماعت کو ایسی دعائیں کرنے کی تلقین فرمائی جن میں دشمنوں کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ سے مدد مانگی گئی ہو تاکہ وہ جہاں ایک طرف جماعت احمدیہ کو اعداء کے حملوں سے محفوظ رکھے۔ وہاں دوسری طرف ان کی شرارتوں کے بد انجام سے بھی محفوظ رکھے۔ جو بطور عذاب ان کے لئے مقدر ہو چکا ہو۔ کوئٹہ کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کس قدر وقت کی ضرورت کے مطابق تھے۔ اور جماعت احمدیہ ان پر عمل پیرا ہو کر کس قدر عظیم الشان افضال الٰہیہ کا مورد بنی۔ خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے مخلصین کو اس امر کی توفیق عطا فرمائی کہ وہ روزے رکھ کر اس ماہ کی ابتداء میں ہی استعانت طلب کر رہے تھے۔ جس ماہ کے اختتام پہ خدا تعالیٰ کی قہری تجلی مقدر تھی۔

اب ہم ان الہامات کو دیکھتے ہیں۔ جن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی الہامی دعائیں درج ہیں۔ جن پہ حضور پاک کے خلیفہ نے جماعت کو مطلع کیا تھا۔ حضور علیہ السلام اپنی مقدس کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۹۸ پر خدا تعالیٰ کی وحی کو اس ترتیب سے درج فرماتے ہیں:۔

"رب کل شیء خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی۔

خدا قائل تو باد و مرا نشر تو محفوظ دارد۔

زلزلہ آیا اٹھو نمازیں پڑھیں اور قیامت کا نمونہ دیکھیں۔

یظھرک اللّٰہ ویمشی علیک لولاک لما خلقت الافلاک ادعونی استجب لکم۔

دست تو دعائے تو ترحم ز خدا

زلزلہ کا دھکا۔

عفت الدیار محلھا ومقامھا۔

تتبعھا الرادفۃ

پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی"

اس عبارت میں دونوں دعائیں درج ہیں جن پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی بنصرہ العزیز نے خاص طور پر زور دیا تھا۔ "خدا قائل تو باد و مرا نشر تو محفوظ دارد" کے الفاظ میں خدا تعالیٰ نے کس وضاحت کے ساتھ اللّٰھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذبک من شرورھم کا ترجمہ کر دیا ہے

ان الہامات میں زلزلہ کی جہاں واضح پیشگوئی ہے وہاں خدا تعالیٰ نے جماعت کو عذاب سے بچنے کے لئے دعائیں سکھائی ہیں۔ دعائیں کرنے کی طرف ترغیب دلائی ہے اور دعائیں قبول فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے

جب ہم اس عبارت پہ نظر غائر ڈالتے ہیں۔ تو صراحتاً معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ پیشگوئی لفظ بلفظ اور حرف بحرف کوئٹہ کے زلزلہ پر چسپاں ہوتی ہے۔

"زلزلہ آیا اٹھو نمازیں پڑھیں اور قیامت کا نمونہ دیکھیں" کے الفاظ نہایت صفائی سے زلزلہ کے وقت کی تعیین کرتے ہیں۔ "اٹھو" سے ظاہر ہوتا ہے کہ لوگ اسوقت گہری نیند سو رہے ہونگے۔ اور جن نمازوں کی طرف پڑھنے کی توجہ دلائی گئی ہے۔ وہ ایسی نمازیں ہیں۔ جو گہری نیند سے بیدار ہو کر پڑھی جاتی ہیں۔ یعنی "تہجد" اگر کسی اور نماز کی طرف اشارہ ہوتا تو "اٹھو" کی بجائے "آؤ نمازیں پڑھیں" یا "چلو نمازیں پڑھیں" کے الفاظ ہونے چاہیئے تھے۔ اور "نمازیں" یعنی لفظ نماز کی جمع کے استعمال میں یہ حکمت ہے کہ یہ نماز اپنے اندر انفرادی رنگ رکھتی ہے۔ امام کے پیچھے باجماعت ادا نہیں کی جاتی۔ ورنہ یہ کہنا کافی تھا "اٹھو نماز پڑھیں" اور اس سے نماز فجر باجماعت مراد ہوتی۔

"نمازیں" کا ایک مفہوم اور بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ اس سے مراد نماز تہجد اور نماز فجر دونوں ہیں۔ اس صورت میں اس الہام کے یہ معنی ہونگے۔ زلزلہ آیا۔ تم اٹھو تہجد پڑھیں اور اس کے بعد نماز فجر ادا کریں

درخواست دعاء

شیخ محمود احمد صاحب مدیر الحکم بدستور بیمار ہیں۔ طبیعت بہت کمزور ہو گئی ہے۔ جو احباب الحکم کی خدمت کی وجہ سے ان سے محبت رکھتے ہیں۔ ان سے درخواست ہے کہ ان کی کامل صحت کے لئے دعا فرما کر ممنون فرماویں۔ (منیجر الحکم قادیان)

"قیامت کا نمونہ دیکھیں" کے الفاظ "نمازیں پڑھیں" کے بعد اس لئے رکھے کہ تہجد رات کے ایسے حصے میں پڑھی جاتی ہے۔ جب کہ سخت تاریکی کے باعث مختلف اشیاء میں امتیاز نہیں کیا جا سکتا۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ ان حالات میں خصوصاً جبکہ رات کے آخری حصہ میں جبکہ چاند بھی چڑھا ہوا نہ ہو "قیامت کا نمونہ" دیکھنے کیلئے طلوع آفتاب کا انتظار لازمی ہے۔

اب جن لوگوں کو زلزلہ کوئٹہ کے حالات کے مطالعہ کا موقع ملا ہے وہ بخوبی جانتے ہیں۔ کہ زلزلہ جیسا کہ پیشگوئی مذکورہ بالا میں بوضاحت بیان کر دیا گیا تھا۔ رات کے وقت تین بجکر پانچ منٹ پر آیا۔ اور یہ وقت نماز تہجد کے لئے نہایت موزوں ہے۔ زلزلہ کے نمونہ قیامت ہونے کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ ملک کے تمام اخبارات نے اس کو قیامت صغریٰ کے نام سے تعبیر کیا۔ اور اس قدر موتیں واقع ہوئیں کہ ہندوستان کی تاریخ ان کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔

"لیظهرك الله ويبغي عليك لولاك لما خلقت الافلاك" میں خداتعالیٰ نے زلازل کا مقصد بیان فرمایا ہے۔ کہ زمین و آسمان کا مالک چاہتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان لوگوں پر غلبہ عطا فرمائے جو اس کے پاک فرستادہ کے مقابل صف آرا ہوتے ہیں۔ اس فرستادہ کے مقابل پر جس کی تعریف رب العرش لوگوں میں شائع کرنے کا ارادہ فرما چکا ہے اس عظیم الشان مصلح کے مقابل پر جس کے وقت میں روحانی طور پر نیا آسمان اور نئی زمین بنائی گئی۔ یعنی ملائک کو اس کے مقاصد کی خدمت میں لگایا گیا تا کہ زمین پر سعید طبیعتیں پیدا کی جائیں۔

"ادعوني استجب لكم۔ دست تو دعائے تو ترحم زخدا" میں مسلمہ دعائیں کرنے کی تاکید کی گئی۔ جو زلزلہ کی آمد سے پہلے سکھائی گئی تھیں۔ اور قبولیت و اجابت دعا کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔ جماعت احمدیہ پر خاص رحمت کے وعدہ کے بعد نمونہ قیامت زلزلہ کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔

"زلزلہ کا دھکا" کے الفاظ واضح طور پر ایک شدید اور ہیبتناک زلزلہ کی خبر دے رہے ہیں زلزلہ کا ایک ہی دھکا ہو گا جو قیامت برپا کر دے گا۔ جس میں "عفت الديار محلها ومقامها" کے مطابق ایک حصہ ملک کے عارضی رہائشی مکانات اور مستقل رہائش کے مکانات منہدم ہو کر مٹ جائیں گے۔ نیز ان الفاظ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ زلزلہ ایک ایسے پہاڑی علاقہ میں آئے گا۔ جہاں ایک طرف تو مستقل آبادی ہو اور دوسری طرف وہاں موسم گرما میں لوگ عارضی طور پر بھی رہتے ہوں۔

"تتبعها الرادفة" اس زلزلہ کے بعد ایک اور زلزلہ آنے کی خبر دی گئی ہے۔ چنانچہ ۳۱ مئی ۱۹۳۵ء کے زلزلے کے بعد کوئٹہ میں بروز اتوار ۲ جون کو دن کے تین بجے زلزلہ کا ایک اور دھکا محسوس کیا گیا۔ جس میں مزید سیکڑوں جانوں کا نقصان ہوا۔ بیسیوں

رہے سہے مکانات گر گئے۔ اور کوہل پور کی عمارتوں میں جو ابھی تک پہلے زلزلے کے دست برد سے محفوظ تھیں شگاف پڑ گئے

زلزلہ کی تفصیلات کو بیان کر دینے کے بعد خداتعالیٰ نے فرمایا کہ دنیا کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لئے اور زمانے کے مامور کو شناخت کرنے کے لئے یہ پہلا زلزلہ نہیں۔ بلکہ اس سے قبل بھی ایک دو زلزلے آ چکے ہیں۔ اس مطلب کی طرف "پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی" کا لفظ "پھر" راہنمائی کرتا ہے۔ نیز اس فقرہ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ موعودہ زلزلہ کس موسم میں متعدد تھا۔ لفظ "پھر" کے ساتھ جہاں پہلے زلزلے کی یاد دہانی کرائی گئی ہے۔ وہاں موجودہ زلزلے کی عظمت کی طرف بھی اشارہ ہے۔ ۱۹۰۴ء کے موسم بہار میں پہاڑ میں زلزلہ آیا تھا۔ ۱۹۳۵ء کی بہار میں کوئٹہ میں زلزلہ آیا۔ خدا تعالیٰ جب ایک قہری تجلی دوبارہ دکھلاتا ہے۔ تو وہ آب و تاب میں پہلے سے کہیں بڑھ کر ہوتی ہے بہار کے زلزلے نے کانگڑہ کے زلزلہ کو مات کر دیا تھا اور اب کوئٹہ کے زلزلہ نے بہار کے زلزلے کو مات کر دیا ہے" لہذا اس میں کیا شک ہے کہ "پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی" بلکہ زیادہ شان۔ زیادہ ہیبت اور زیادہ جلال سے پوری ہوئی۔

پس مبارک ہیں وہ جو اب بھی ان دہشتناک زلزلوں سے عبرت حاصل کریں اور وقت کے مامور کو شناخت کرنے کی سعادت حاصل کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امان کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں۔ اور ایسے نشانوں کا انتظار نہ کریں۔ جن کے بعد ایمان قابل عزت نہیں رہے گا۔

دیکھو! حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمدردی خلائق سے بیتاب ہو کر آج سے تیس برس قبل کن درد بھرے الفاظ میں لوگوں کو بیدار کرنے کی کوشش کی تھی:۔ فرمایا:۔

"اے یورپ تو بھی امن میں نہیں۔ اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں۔ اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو

گرتے دیکھتا ہوں۔ اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا۔ اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے۔ اور وہ چپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں۔ پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آ جائے گا۔ اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لو گے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ"

کاش لوگ اب بھی بیدار ہو جائیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی میں داخل ہو کر عقبیٰ کی سروری کے وارث ہوں اور ابدی زندگی کے مستحق ٹھہریں*

راجہ محمد اسلم بی اے۔ دار الرحمت قادیان ۵ جون ۱۹۳۵ء

مجاہدِ لندن

خبر تھی جس کے آنے کی سمندر پار لندن سے
یہ کہہ دو ہر گلی کوچہ میں جا کر ہر محلہ میں
مسیحِ وقت کا۔ تو وہ خدمتگار لندن سے
ہمارا یار آ پہنچا "محمد یار" لندن سے

(عبد الرحمٰن رہتاسی)

مولانا محمد یار صاحب

مجاہد اسلام کی لندن سے واپسی

۱۱ ستمبر ۱۹۳۵ء کو ۵ بجے کی گاڑی سے مولانا محمد یار صاحب مولوی فاضل لندن میں چار سال تک تبلیغ اسلام کا مقدس فریضہ ادا کرنے کے بعد واپس قادیان تشریف لائے۔ اسٹیشن پر جماعت احمدیہ قادیان نے زبردست استقبال کیا۔ استقبال کا انتظام لوکل کمیٹی کے ہاتھ میں تھا۔ سلسلہ کے تمام دفاتر میں اپنے مجاہد کی تشریف آوری پر نصف یوم پر رخصت منائی گئی۔ استقبال کرنے والوں میں حضرت مولانا شیر علی صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان۔ جناب چوہدری فتح محمد صاحب ناظر اعلیٰ جناب مولوی سید سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ۔ جناب شیخ عبد الرحمان صاحب مصری ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ۔ جناب مولوی محمد الدین صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام۔ سیکرٹری صاحب ینگ مین ایسوسی ایشن۔ پریذیڈنٹ صاحب لوکل کمیٹی پریذیڈنٹ صاحب نیشنل لیگ۔ مولانا رحمت اللہ صاحب منیجر مدیر صاحب الفضل۔ مولانا نیر صاحب۔ ملک غلام فرید صاحب ایم اے ایڈیٹر ریویو انگریزی۔ مولانا شمس صاحب مولانا محمد سلیم صاحب وغیرہ بہت سے بااثر اور معزز حضرات جن کے اسماء کی تفصیل طوالت کی وجہ سے نہیں دی جا سکتی اللہ اکبر اور مجاہد اسلام زندہ باد کے نعروں سے زبردست استقبال ہوا۔ مولانا دار الامان تک پیدل چلکر آئے ان کے دونوں بچے ان کے دائیں اور بائیں تھے۔ آپ نے پہلے مسجد مبارک میں نفل پڑھے۔ پھر مقبرہ بہشتی جا کر دعا کی بعدہ

[illegible] گھر گئے۔ آپ کے والد بزرگوار بھی اس تقریب پر تشریف لائے ہوئے تھے۔ مولانا نے اپنی واپسی پر جلسئین میں بیان بھی دیا۔ قیام فرمایا۔ بہر حال ہم اپنے عزیز دوست کی کامیاب تشریف آوری پر صدق دل سے [illegible]

میں کیونکر احمدی ہوا؟

حضرت شیخ حمید الدین صاحب رضی اللہ عنہ لدھیانوی

مکرمی محترمی شیخ غلام حسین صاحب کا میں نہایت ہی ممنون ہوں کہ انھوں نے ان حالات کو مہیا فرمایا۔ ایک دفعہ حضرت والد صاحب قبلہ کی خدمت میں اس سے قبل لکھ کر ارسال کیا تھا۔ مگر ان کے کسی سفر میں گم ہو گیا۔ اب پھر دوبارہ لکھ کر ارسال فرمایا ہے۔ شیخ صاحب نے صحابہ کے حالات جمع کرنے میں الحکم کو بڑی مدد دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کی جزائے خیر دے۔ آمین۔ (ایڈیٹر)

پہلے اس سے کہ میں اس بات کا اظہار کروں کہ میں نے عالیجناب حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو کیونکر شناخت کیا۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ناظرین کو اس امر سے واقف کر دوں کہ میں کون ہوں۔ سو میرا نام حمید الدین اور میرے والد صاحب مرحوم کا نام شیخ بدر الدین ہے۔ میرے والد ماجد خلف شیخ حاجی خدا بخش صاحب مغفور ملک ہندوستان کے ایک مشہور شہر میرٹھ کے باشندے تھے۔ اور میرے آباؤ اجداد اکثر نوکری پیشہ اور مختلف طریق سے تجارت کا کام کرتے تھے۔ چنانچہ اس خاندان کے لوگ میرٹھ۔ کانپور۔ لکھنؤ۔ ساگر وغیرہ ہندوستان و پورب کے اکثر شہروں میں آباد ہیں۔ میرے دادا صاحب شیخ خدا بخش کو اللہ تعالیٰ نے تین بیٹے عطا کیے۔ بڑے کا نام فخر الدین۔ منجھلے کا شمس الدین۔ اور سب سے چھوٹے کا نام بدر الدین تھا۔ میرے دادا صاحب کے انتقال کے بعد فخر الدین صاحب نے تجارت اور ٹھیکہ داری کا کام شروع کر کے اس کو اس قدر وسعت دی کہ بہت سے اضلاع پنجاب میں ہر قسم کا ٹھیکہ انھیں کا تھا۔ وہ خود فیروزپور۔ ملتان۔ سیالکوٹ میں زیادہ تر قیام رکھتے تھے۔ اور اپنے کاروبار کو عموماً اپنے چچا رحیم الدین وغیرہ رشتہ داروں کی زیر نگرانی کرایا کرتے تھے شمس الدین صاحب تو اکثر میرٹھ ہی میں رہتے تھے۔ اور اپنا ایک بیٹا ضیاء الدین نامی اپنی یادگار چھوڑ کر آخر کار میرٹھ ہی میں ۱۸۷۰ء میں دنیا سے رحلت کر گئے۔

میرے والد شیخ بدر الدین صاحب کار ٹھیکیداری کے انصرام کے لئے اپنے بڑے بھائی فخر الدین صاحب کے ہمراہ رہا کرتے تھے۔ آخر کار فخر الدین صاحب بھی اپنا ایک لڑکا شیر خوار اپنی یادگار چھوڑ کر ۱۸۵۲ء میں بمقام سیالکوٹ اس دنیائے ناپیدار سے انتقال کر گئے۔ بعد میرے والد صاحب کار ٹھیکہ داری کا بار نہ اٹھا سکنے کی وجہ سے تلاش روزگار سیالکوٹ سے شاہپور میں گئے اور وہاں محکمہ بندوبست میں بعہدہ اہلکار ملازم ہو گئے۔ چونکہ میرے والد صاحب فقیر دوست اور صوفی مشرب تھے۔ اسلئے اُن کو صالح لوگوں سے ملنے کی ایک خاص عادت تھی۔ اسوجہ سے وہ بمقام موضع مدہرہ تحصیل پھالیہ ضلع گجرات نقشبندی خاندان کے ایک اونہنگ اور صاحب ارشاد بابا فیض بخش صاحب کے مکان پر ٹھیرے ہوئے تھے۔ جہاں ۱۸۵۵ء میں یہ خاکسار پیدا ہوا۔ پھر تھوڑے عرصے کے بعد میرے والد صاحب نے بسبب اس کے کہ وہ شاہپور میں ملازم تھے موضع مدہرہ اٹھ کر بہ قصبہ مڈھ رانجھا نوالہ تحصیل بھیرہ ضلع شاہپور میں اپنی رہائش اختیار کی۔ اس قصبہ مڈھ میں ایک مدرسہ تھا۔ جس میں مولانا عبد الرحیم صاحب جو ایک فاضل اجل العقدر قصبہ کلانور ضلع گورداسپور کے رہنے والے اور مولانا عبد الحکیم صاحب پروفیسر یونیورسٹی کالج لاہور کے والد ماجد تھے۔ تعلیم دیا کرتے تھے۔ میرے والد صاحب نے مجھ کو اور میرے بڑے بھائی صاحب سعید الدین کو مولانا موصوف کی شاگردی میں بٹھایا۔ جن سے اس عاجز نے کچھ علم فارسی و ریاضی اور دینیات وغیرہ جہاں تک خدا تعالیٰ کو منظور تھا ۱۸۷۰ء تک پڑھا۔ پھر میں میٹریکل پیپل ہو کر اول رسالہ نمبر ۱ میں اور بعد ازاں ۱۸۷۳ء میں میڈیکل کالج لاہور میں داخل رہا۔ مگر مشیت ایزدی نے بوجہ درپیش آ جانے چند موجبات کے آخر کار کالج کو الوداع کہنے پر مجبور کیا پھر تحصیل خوشاب ضلع شاہپور میں کچھ عرصہ محرر تھانہ رہ کر ۱۸۷۳ء سے ۱۸۸۸ء تک محکمہ بندوبست میں بمقام میانوالی ضلع بنوں و سونی پت ضلع دہلی اور لودہانہ محرر کھیوٹ رہا۔

جب میں بمقام سونی پت محرر بندوبست تھا۔ تو میرے والد ماجد بدر الدین صاحب مجھکو ملنے کے لئے وہاں تشریف لائے جو قضاء الٰہی سے بیمار ہو کر جنوری ۱۸۷۹ء میں اسی جگہ ان کا انتقال ہو گیا۔ خدا تعالیٰ ان کو مغفرت نصیب کرے

پھر میں آخر ۱۸۸۰ء میں محکمہ پولیس میں ملازم ہو گیا۔ جس کو اسوقت اکیسواں سال شروع ہے۔ اس عرصہ ملازمت میں کارندہ محرری و محرری تفتیش مقامات کا تھا۔ نجابت اور حسین تعیناتی صدر دفتر پولیس میں متفرق ملازمت پر متعین رہا۔ جیسا کہ آجکل ایلی رہتا ہے۔ ابتدائی عمر میں یہ عاجز ایک سیدھا سادھا مسلمان تھا۔ مگر ۷۲ و ۱۸۷۳ء میں جبکہ میں میڈیکل کالج لاہور میں پڑھتا تھا۔ اکثر مولوی محمد حسین بٹالوی کا وعظ سننے کے لئے چنیاں والی مسجد میں جایا کرتا تھا۔ جن کی وعظ کا اثر اور نیز مقلدین و غیر مقلدین کے رسائل و فتاوی جو ایک دوسرے کی تردید و تکفیر کے ہیں اُن کے دیکھنے سے میرے دل میں حضرت امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ و دیگر اولیاء کرام کی عظمت کا خوف ہو گیا اور میں حیران رہتا تھا کہ یا الٰہی اس ملک ہندوستان میں مسلمانوں کے صرف تین فرقہ ہیں۔ مقلد۔ غیر مقلد۔ شیعہ سو یہ تینوں ایک دوسرے کے نزدیک مسلمان نہیں۔ تو پھر مسلمان ہے کون؟ مدت تک میں اس تفتیش میں رہا مگر ان تینوں فرقوں کے ایک دوسرے کی تردید کے دلائل نے میری کچھ اطمینان نہ ہونے دی۔ اور آخر ش میں نے حضرات مولویوں کے فرقے کو سلام کر کے فرقہ صوفیا کی طرف رجوع کیا جن میں میں نے بمقابلہ مولویوں کے کسر نفسی کا مادہ پایا۔ اور پھر غالباً ۱۳۰۲ھ میں میرے دل کو کسی راہنما کے تلاش کی تحریک ہوئی۔ اسلئے میں نے حضرت منشی احمد جان صاحب لودھیانوی کو جو ایک مشہور بزرگ اور صاحب ارشاد تھے۔ اس غرض کے لئے منتخب کر کے اُن کی دست بیعت ہو جانا اور انکے کلمات طیبات سے فیض اٹھانا شروع کیا کہ اسی اثناء میں منشی صاحب موصوف حج بیت اللہ کو تشریف لے گئے اور واپس آ کر بہت جلد دنیا سے رخصت ہو گئے جس وجہ سے میں انکی مریدی کا فخر حاصل کرنے سے محروم رہ گیا۔ پھر میرے دوستوں نے سائیں توکل شاہ صاحب انبالوی کی طرف رجوع کرنے کی تحریک کی۔ اور میں آمادہ بھی ہو گیا۔ لیکن چونکہ مسیح آخر الزمان کا خادم ہونا مقدر تھا اسی وجہ سے خود بخود ایسی روکیں پیدا ہوتی رہیں کہ میں انبالہ جانے سے قاصر رہتا رہا۔ حتیٰ کہ ۱۸۹۰ء میں میں نے سنا کہ موضع قادیان ضلع گورداسپور میں مرزا غلام احمد صاحب ایک بزرگ ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قرآن شریف سے فوت شدہ ثابت کر کے آنیوالے مسیح کی نسبت کہتے ہیں کہ مجھ کو بذریعہ الہام کے خبر دی گئی ہے کہ وہ میں ہوں۔

پھر کچھ عرصہ کے بعد معلوم ہوا کہ حضرت مرزا صاحب اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا لدھیانہ میں مباحثہ ہوگا۔ حضرت مرزا صاحب مسیح ابن مریم کو قرآن شریف سے فوت شدہ ثابت کرینگے۔ اور مولوی صاحب موصوف برخلاف اُن کے قرآن شریف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر اُٹھایا جانا۔ اور پھر کسی زمانہ میں آسمان سے واپس دنیا میں آنا ثابت کرینگے

چونکہ یہ عاجز اپنے خیال میں مولوی محمد حسین صاحب کو تمام اپنے علماء سے علم و فضل میں بڑھ کر سمجھتا تھا۔ اسلئے میں مباحثہ کے قرار پانے کا حال سنکر بہت خوش ہوا کہ مولوی صاحب موصوف ضرور فتحیاب ہوں گے۔ مگر بعد اختتام مباحثہ نتیجہ یہ نکلا کہ مولوی محمد حسین صاحب ہرگز حق پر نہ تھے اور ان کے پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا کچھ بھی ثبوت موجود نہیں تھا۔ اگر ہوتا تو ضرور پیش کر سکتے۔ انھوں نے بحث حیات ممات مسیح ابن مریم سے ایک نامعقول حیلوں کے ساتھ گریز کر کے وقت کو ٹالا۔ اگر مولوی صاحب اس بحث میں قرآن مجید سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ بجسم عنصری آسمان پر اُٹھایا جانا۔ اور پھر آسمان سے زمین پر واپس تشریف لانا ثابت کر دیتے تو حضرت مرزا صاحب کے سب دعاوی خود بخود غلط ثابت ہو جاتے۔ کیونکہ انھوں نے قرآن شریف کی چند آیات سے ثابت کیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے۔ اور مولوی صاحب قرآن مجید سے اُن کی حیات ثابت کر دیتے تو اول تو مرزا صاحب کا قرآن مجید کی ان آیات کے غلط معنی کرنے کا حال پبلک پر بخوبی روشن ہو جاتا۔

دوم مرزا صاحب کا یہ قول کہ مجھ کو الہام کے ذریعہ خبر دی گئی ہے کہ مسیح موعود میں ہوں مگر جبکہ مولوی صاحب قرآن شریف سے یہ ثابت کر دیتے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم زندہ آسمان پر اٹھائے گئے اور وہی پھر دنیا میں آوینگے۔ تو حضرت مرزا صاحب کے ملہم اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ بھی خود بخود جھوٹا ثابت ہو جاتا۔ مگر سچ کا مقابلہ جھوٹ ہرگز نہیں کر سکتا۔ اسلئے مولوی صاحب ثبوت حیات مسیح علیہ السلام پیش کرنے سے معذور رہے بعد ازاں میں نے ہر ایک طریق سے مرزا صاحب کے حالات کو جانچا۔ اور جب تحریک قاضی خواجہ علی صاحب اُن کی تصنیفات کو بھی دیکھا۔ تو مجھ پر مرزا صاحب کا صادق ہونا ثابت ہو گیا۔

اول یہ کہ ۱۸۹۱ء میں مولوی محمد حسین صاحب کا باوجود ایک فاضل مشہور ہونے کے مرزا صاحب کی بحث میں عیسےٰ علیہ السلام کی حیات کا کچھ ثبوت پیش نہ کرنا۔ اور ایسا ہی ان کے استاد مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی کا مرزا صاحب کی حیات و ممات مسیح علیہ السلام کی بحث سے گریز کرنا۔

(۲) مرزا صاحب کا یہ دعویٰ کہ ہم کو علم قرآن دیا گیا ہے اگر کوئی ہمارا مخالف قرآن شریف کی تفسیر ہمارے مقابلہ میں ہم سے بڑھ کر تو درکنار ہمارے برابر ہی لکھ سکے تو ہم اپنا کاذب ہونا مان لینگے۔ مگر کسی نے نہ لکھی۔

(۳) مرزا صاحب کا یہ دعویٰ کہ ہمکو خدا تعالیٰ نے متجاب الدعوات کیا ہے۔ ہمارے مخالف چند مصیبت زدہ جمع کر کے ان کے مصائب کے دفعیہ کے لئے۔ ان میں سے نصف مصیبت زدوں کے لئے وہ اور نصف کیلئے ہم خدا تعالیٰ سے دعا کریں۔ اگر قبولیت دعا میں وہ ہمارے برابر نکلے تو ہم اپنا حق پر نہ ہونا مان لینگے مگر مخالفین میں سے کسی صوفی یا عالم نے اس آزمائش کے لئے بھی قدم میدان میں نہ رکھا۔

(۴) مرزا صاحب نے اس بات کا اقرار کیا کہ اگر کوئی مخالف قرآن شریف واحادیث صحیحہ سے حضرت عیسٰی علیہ السلام کا مع جسد العنصری آسمان پر زندہ اٹھایا جانا۔ اور انھیں کا پھر دنیا میں واپس تشریف لانا ثابت کر دے۔ جیسا کہ ہم نے قرآن شریف واحادیث سے فوت ہونا ثابت کر دیا ہے۔ تو ہم اپنے دعوے کا جھوٹا ہونا تسلیم کر لینگے بلکہ اپنی وہ کتابیں جن میں وفات مسیح کا مضمون ہے جلا دینگے لیکن کسی مخالف نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کا زندہ آسمان پر اٹھایا جانا اور پھر انھیں کا واپس دنیا میں تشریف لانا قرآن شریف واحادیث سے ثابت کر کے نہیں دکھایا۔

(۵) مرزا صاحب کا یہ دعویٰ کہ ہمکو علم عربی میں اسوقت کے کل علماء سے خدا تعالیٰ نے سبقت دی ہے۔ اگر کوئی مخالف ہمارے رسائل عربی کے ہم پلہ فصیح بلیغ عربی میں کوئی کتاب لکھ کر دکھا دے تو ہم اسے آپ کو آئندہ سچا تصور نہیں کرینگے۔ بلکہ اس کو انعام دینے کا وعدہ کیا۔ مگر کسی مخالف نے کوئی کتاب عربی میں لکھ کر جواب کو نہ دکھائی۔

(۶) مرزا صاحب کا نصاریٰ اور آریہ وغیرہ مذاہب باطلہ کی تردید میں ایسے دلائل پیش کرنا جو پہلے کسی آنکھ نے دیکھے نہ کسی کان نے سنے۔

(۷) مرزا صاحب کی پیشگوئیوں کا پورا ہونا۔

(۸) ہزارہا فاضل جلیل القدر محققین وصوفیا وصالحین وایم اے۔ بی۔ اے وغیرہ کا مرزا صاحب کے دست مبارک پر بیعت کرنا۔

(۹) مرزا صاحب کا خلق محمدی والہام معجز بیان پُر تسخیر کی تاثیر کا ہونا۔

پس ان دلائل سے میرے دل میں یقین کا نور بھر گیا۔ کہ حضرت مرزا صاحب ضرور مسیح موعود و مہدی مسعود ملہم۔ حکم۔ مصلح۔ مجدد و محدث اور اپنے ہر ایک دعوے میں صادق ہیں۔ اور نیز جو خیالات فاسد حضرت امام اعظم صاحب و اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی نسبت حضرات مقلدین وغیر مقلدین کی تصنیف کی بدولت میرے دل میں جاگزیں تھے۔ وہ یک لخت موقوف ہو گئے اور علاوہ بریں مولویوں کا ایک دوسرے کی تردید و تکفیر میں فتویٰ دینے کا راز سورہ جمعہ کی آیت وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ پر غور کرنے اور نیز حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے سے بخوبی منکشف ہو گیا کہ عنقریب ایمان دنیا سے اٹھ کر ثریا کے نزدیک جا چکا تھا۔ اسلئے مولویوں کا ایک دوسرے کی نسبت ایسا کہنا بالکل صحیح تھا۔ مگر الحمد للہ کہ حسب وعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابنائے فارس میں سے ایک آدمی یعنی مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعودؑ نے پھر ایمان ثریا سے واپس لا کر اپنے قبضے میں کر لیا اور اپنی جماعت کو جو مصداق آیت وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ کی ہے اس کو بھی ایمان سے مالامال کر کے تعلیم نبوی دیتے ہیں۔ پس جو خیال تھا کہ حنفی۔ غیر مقلد۔ شیعہ۔ سنی تینوں تو آپس ایک دوسرے کے نزدیک مسلمان ہی نہیں۔ تو پھر مسلمان کون ہے؟ سو معلوم ہوا کہ درحقیقت یہ پاک جماعت حضرت مسیح موعود کی مسلمان ہے اور پھر آخر کار میں نے خود قادیان تشریف جا کر ۲۵؍دسمبر ۱۸۹۵ء کو خلیفۃ اللہ حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر بیعت کر کے سعادت دارین حاصل کی۔ میں دعا کرتا ہوں کہ مجھ کو خدا تعالیٰ اس مسیح کے خادموں میں دنیا و آخرت میں رکھے آمین ثم آمین (راقم خاکسار شیخ حمید الدین احمدی خادم حضرت مسیح موعود علیہ السلام از جماعت لودھانہ ۱۰؍جنوری ۱۹۰۱ء)

سید انعام اللہ شاہ صاحب مرحوم

سید صاحب کی وفات کے تذکرے سلسلہ کے اخبارات کے علاوہ پنجاب کے اکثر ہندو مسلم اخبارات میں آچکے ہیں۔ الحکم میں میں نے وعدہ کیا تھا کہ ان کے متعلق کچھ لکھوں گا۔ میں ان کی حرم محترم کا شکور ہوں جنھوں نے کچھ حالات لکھ کر ارسال کئے ہیں۔ ان کو شائع کر کے میں کسی قدر اس فرض سے سبکدوش ہوتا ہوں۔ (ایڈیٹر)

سید انعام اللہ شاہ صاحب مرحوم و مغفور سیالکوٹ میں پیدا ہوئے اور وہیں ان کی تربیت ہوئی۔ انھوں نے اپنی تعلیم کو قادیان میں ہی شروع کیا اور یہاں ہی ختم کیا۔ تعلیم ختم کرنے کے بعد ۱۹۱۶ء میں گٹ ٹینس ایکسپرٹ بننے کے لئے انگلینڈ تشریف لیگئے اور وہاں سات ماہ کے قلیل عرصہ میں سارا کام سیکھ کر واپس تشریف لا کر گٹ ٹینس الکیٹ کا کارخانہ جاری کیا۔ ہندوستان بھر میں انکے کارخانہ کی دھوم تھی۔ مگر آہستہ آہستہ ان کے اپنے ہی مزدوروں کی وجہ سے کارخانہ کا کام بند ہو گیا۔ اور اس کے بعد انھوں نے یہ کارخانہ اپنے بھائیوں کے سپرد کر دیا۔ مگر وہ اس کارخانہ کو چلا نہ سکے۔

اس کے بعد مرحوم نے اخبار دور جدید لاہور سے جاری کیا مرحوم خود زمیندار تھے اور زمینداروں کی خیر خواہی ہر وقت چاہتے تھے۔ اس لئے انھوں نے زمینداروں کے مفاد کی خاطر دور جدید شائع کیا۔ دور جدید میں زمینداروں کی حالت اور زمینداروں کی اصلاح کے متعلق میٹر پیش کیا جاتا رہا ہے۔ اگرچہ اس اخبار کے جاری کرنے میں ان کو اپنی تمام جائیداد بھی خرچ کرنی پڑی۔ تاہم انھوں نے اس کام کو جاری رکھا۔ آنریبل سر چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے ان کی امداد کی اور ان کے ساتھ ہمدردی کر کے ان کے اخبار کی جو زمینداروں کے لئے بہترین ثابت ہوا تھا ممکن امداد کی۔

اخبار دور جدید کے ساتھ ساتھ ہی مرحوم نے اردو زبان کی ترقی کے لئے ایک اور قدم اٹھایا۔ اور اردو کے ٹائپ کو مروج کیا۔ اخبار دور جدید اسی ٹائپ پر شائع ہوتا رہا۔ مرحوم ٹائپ کے سلسلہ میں ہی حیدر آباد گئے تھے اور وہیں داعی اجل کو لبیک کہا۔ مرحوم حیدر آباد جا کر گرمی کی وجہ سے وفات پا گئے (انا للہ وانا الیہ راجعون)

جوش تبلیغ جب مرحوم تعلیم سے فارغ ہو کر گٹ کا کام سیکھنے کے لئے انگلینڈ گئے۔ تو انگلینڈ میں بھی تبلیغ کرتے رہے۔ اور جہاں کام سیکھتے تھے ان استادوں کو بھی تبلیغ کرتے رہتے۔ بعد میں لاہور آکر ہر ہفتہ عام طور پر دعوت دیتے اور تبلیغ کرتے۔ ان کی وجہ سے کئی احباب سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔

موت کی یاد مرحوم ہر وقت موت کو یاد رکھا کرتے تھے اور سارے کنبے کو جمع کر کے ان کو درس قرآن کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی کتاب سنانے کے بعد ان کو نصائح کرتے اور کہتے کہ نیکی کرو۔ کیونکہ معلوم نہیں کہ موت کب آجائے۔ اسلئے نیکی کرو اور اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرو۔

مرحوم کی یادگار مرحوم کی یادگار ان کے تین چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ سب سے بڑا لڑکا محمود انعام ہے جس کی عمر گیارہ سال ہے۔ اور دو چھوٹی چھوٹی لڑکیاں شوکت و ثروت ہیں جن کی عمرہ سال و سات سال ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان بچوں کی حفاظت کرے اور ان کو مرحوم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

شکریہ میں ان تمام بھائیوں۔ بہنوں۔ مجلسوں۔ لجنوں۔ جماعتوں۔ اخباروں۔ رسالوں۔ میگزینوں کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ جنھوں نے بذریعہ اخبار۔ بذریعہ ریزولیوشنز اور بذریعہ خط یا تار اظہار ہمدردی کیا۔ کیونکہ فرداً فرداً جواب دینے سے قاصر ہوں امید کہ وہ مجھے معاف فرمائینگے (غمزدہ ممتاز جہاں بیگم کوٹھی دارالسلام۔ قادیان)

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار الحکم واقع تراب منزل قادیان سے شائع ہوا)